قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 29 مئی 2021ء | 16 شوال 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:127

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حلاوت ایمان

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین باتیں ہیں جس میں وہ ہوں، وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ باقی تمام چیزوں سے اُسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔

(بخاری کتاب الایمان باب حلاوۃ الایمان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

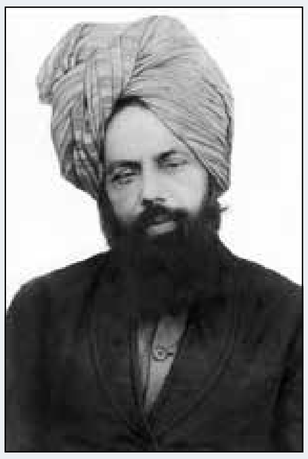

سلیم الفطرت احمدی ہوتے ہیں

میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہلِ حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سُونگھتا ہے اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے اور جو مردہ طبیعت کے ہیں ان کو میری باتیں سُودمند نہیں معلوم ہوتی ہیں وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کرکے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اُٹھائیں گے؟ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اُٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر رہ کر اس دنیا سے اُٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔ جو حُسنِ ظنّ سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ان کا ایمان ان کو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کے لیے بہت مشکلات نہیں ہیں۔ ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور خدا کا خوف مدّنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبّر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 12۔ ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

(البقرۃ:166)

ترجمہ: اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ (ہی) سے محبت کرتے ہیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ: 166) اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی ہے جو درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے پیار اور محبت کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کس طرح اُس دلدار کو راضی کریں۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ جس روز خدا تعالیٰ کے سایہ عاطفت کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا، اُس روز جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ عاطفت میں لے گا اُن میں وہ دو لوگ بھی شامل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ حدیث نمبر 660)

یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی شدید محبت کا اظہار ہو۔ پس جب عام مومن کو ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا ہے تو جو اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور نبی ہوتے ہیں اُن سے محبت کو خدا تعالیٰ کس طرح نوازے گا، اس کا تو اندازہ لگایا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ عشق و محبت کے عجیب نظارے ہیں جس کا آخری سرا اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے عشق و وفا کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور فرستادوں کا زمانہ پاتے ہیں۔ یہ نمونے دکھانے کا موقع ہم میں سے بعض کے باپ دادا کو بھی ملا، آباؤاجداد کو بھی ملا، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وقت پایا اور اپنی محبت اور پیار اور عقیدت اور احترام کا اظہار براہِ راست آپ سے کیا۔ اور پھر آپ کے پیار اور شفقت سے بھی حصہ لینے والے بنے۔ اس وقت مَیں ایسے ہی چند بزرگوں کی

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- خزاں کی رت میں گلاب لہجہ بنا کے رکھنا کمال یہ ہے (منظوم)
- اداریہ
- حاصل مطالعہ
- اک شجرِ سایہ دار

دربارِ خلافت

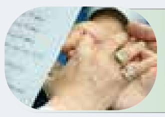

وہ تصویر کو دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر تنزانیہ کے ایک شخص محمد علی صاحب ہیں، انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک سفید رنگ کے بزرگ نے انہیں نماز پڑھائی اور اُن کے پیچھے نماز پڑھ کر روحانی تسکین ملی۔ اُن کے چند دن بعد وہ مورو گورو ہماری مسجد میں آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھ کر کہنے لگے کہ یہی وہ بزرگ تھے جنہوں نے مجھے خواب میں نماز پڑھائی تھی۔ چنانچہ اُسی وقت بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد اُن کو بڑی سختیاں جھیلنی پڑیں۔ اور اُن کے والد نے اُن کو جائداد سے محروم کر دیا چھوٹا سا زمیندارہ تھا اُس سے نکال دیا۔ یہ سختیاں صرف پاکستان میں یا اور بعض جگہوں پر نہیں ہیں، بعض دفعہ افریقہ میں بھی سختیاں جھیلنی پڑتی ہیں۔ بہرحال یہ دوسرے علاقے میں آ گئے۔ باپ نے جو زمین چھینی تھی یا اُس سے جو مل سکتی تھی وہ تو ایک ایکڑ زمین تھی اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدلے میں اُن کو چھ ایکڑ زمین عطا فرمائی اور اخلاص و وفا میں بڑی ترقی کرنے والے ہو گئے اور تبلیغ میں بڑے آگے بڑھنے والے ہیں۔ اب تک ان کی تبلیغ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں اُس ماحول میں چھ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ یہ ایک واقعہ 2003ء کا برکینا فاسو کا ہے، ایک گاؤں تولتامہ کے نوجوان کابورے موسیٰ صاحب نے اپنی قبولِ احمدیت کے وقت (ہمارے اُس وقت کے مبلغ کو) یہ خواب سنائی کہ اُن کے والد صاحب نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں اُنہیں بُلا کر تاکید کی کہ اگر تم امام مہدی کی خبر سنو تو ٹال مٹول سے کام نہ لینا، سنجیدگی سے تحقیق کر کے قبول کر لینا۔ اس نصیحت کے بعد جلد ہی والد صاحب وفات پا گئے۔ میں نے بہت سوچ بچار شروع کر دی اور کثرت سے نوافل ادا کر کے دعا کی کہ خدا مجھے سچائی دکھا دے۔ ایک روز میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں شہر کی طرف گیا ہوں تو دیکھا کہ سب لوگ ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، خون بہ رہے ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا کیوں لڑ رہے ہو؟ وہ میری طرف مُڑا اور دوسروں کو آواز دے کر کہنے لگا کہ دیکھو اس کو کسی نے نہیں مارا، اِسے بھی مارو۔ مجمع میری طرف بڑھا۔ قریب تھا کہ وہ مجھے پکڑ کر مارتے کہ ایک بزرگ شخص نے مجھے بچے کی طرح اُٹھا لیا اور مجمع سے اُٹھا کر خطرہ سے دور لے گئے اور ایسی کھلی کشادہ سڑک پر مجھے رکھ دیا جو دور تک صاف دکھائی دے رہی تھی۔ میں سڑک پر چلنے لگا۔ کچھ دور ایک مسجد نظر آئی اور میں اس میں داخل ہو گیا۔ اندر دیگر نمازیوں کے علاوہ عربی تبلیغ کر رہے تھے۔ اس رؤیا کے بعد جب وہ وہاں بوبو جلاسو کے ہمارے مشن ہاؤس آئے، وہاں سفید مسجد بھی دیکھی اور نمازیوں کو بھی دیکھا۔ دو پاکستانی بھی دیکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جب تصویر اُنہیں دکھائی گئی تو نہایت جوش سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہی وہ بزرگ ہیں جو مجھے خطرہ کے وقت مجمع سے بچا کر لے گئے تھے۔ چونکہ یہ وہاں کے امام تھے اِن کے بیعت کرنے کی وجہ سے گاؤں میں کافی تعداد میں افراد نے احمدیت قبول کی۔

پھر سینیگال کے علاقہ کاسامانس میں ایک پیر صاحب نے بیعت کی ہے۔ اُن کے ماننے والے 132 مقامات پر ہیں۔ اِن پیر صاحب کی قبولیتِ احمدیت ایک خواب کی بنا پر ہے۔ اُنہوں نے جامعہ مسجد میں قرآنِ پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور بتایا کہ میں نے مندرجہ ذیل خواب دیکھا ہے اور اس خواب کو دیکھے کافی سال ہو گئے ہیں لیکن میں اس خواب کے مصداق حضرت امام مہدی علیہ السلام کا متلاشی تھا جو اب مجھے خدا کے فضل سے مل گئے۔ وہ خواب اس طرح سے ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زمین پر گرا پڑا ہے۔ سارے اولیاء اور بزرگ مل کر اُس کلمہ کو اوپر بلند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر نہیں کر سکے۔ اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے جن کے بارے میں بتایا گیا کہ اِن کا نام محمد المہدی ہے۔ انہوں نے آ کر اکیلے ہی اس کلمے کو بلند کر دیا۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ جب وہ اُن کے علاقہ میں دورے پر گئے تو اُن کے گھر بھی گئے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک بینر لگایا ہوا ہے جس پر لکھا تھا: اَیُّھَا سُکَّانُ البلد اِسۡمَعُوۡا جَآءَ الۡمَسِیۡح جَاءَ الۡمَسِیۡح اِسۡمَعُوۡا حَضۡرَۃُ الۡمِیۡرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام ھُوَ الۡمَسِیۡح اَلۡمَھۡدِی۔ تو اللہ تعالیٰ دور دراز علاقوں میں اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت لوگوں پر ظاہر کر رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جن کے ذریعے سے اس وقت کلمہ کی حقیقت دنیا پر واضح ہو رہی ہے۔ نہیں تو آج کل کے علماء جو ہیں اُنہوں نے تو اسلام کو بدنام کر کے رکھ دیا ہے۔

پھر الجزائر کے ایک دوست عبداللہ فاتح صاحب مشن ہاؤس آئے اور سوال جواب کی مجلس میں شامل ہوئے۔ مجلس کے اختتام پر انہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ''خطبہ الہامیہ'' اور ''الہدیٰ'' مطالعہ کے لئے دی گئیں۔ مطالعہ کے بعد آئے اور کہنے لگے کہ یہ تحریر کسی جھوٹے کی نہیں ہو سکتی اور اس کے ساتھ ایک کپڑے کو سر پر پگڑی کی طرح لپیٹا اور کہا کہ میں نے کچھ عرصہ قبل ایک شخص کو خواب میں دیکھا جس کا چہرہ انتہائی پُرنور تھا اور اُس نے اپنے سر پر اس طرح سے کپڑا باندھا ہوا تھا۔ تب اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی مگر یہ نہ بتایا گیا کہ یہ کون ہیں۔ وہ تصویر کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یہ وہی شخص ہے جس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے اور پھر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔

پھر فِن لینڈ کے ایک عرب تھے۔ کہتے ہیں تین سال قبل میرے والد بزرگوار فوت ہوئے۔ اُن کی وفات سے چند ماہ بعد میں نے درج ذیل خواب دیکھا کہ میرے والد قبر میں سوئے پڑے ہیں۔ یہ قبر اُٹھتی ہے اور اُس کے

بقیہ صفحہ 8 پر

خزاں کی رت میں گلاب لہجہ بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

خزاں کی رت میں گلاب لہجہ بنا کے رکھنا کمال یہ ہے
ہوا کی زد پہ دیا جلانا جلا کے رکھنا کمال یہ ہے

ذرا سی لغزش پہ توڑ دیتے ہیں سب تعلق زمانے والے
سو ایسے ویسوں سے بھی تعلق بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

کسی کو دینا یہ مشورہ کہ وہ دکھ بچھڑنے کا بھول جائے
اور ایسے لمحے میں اپنے آنسو چھپا کے رکھنا کمال یہ ہے

خیال اپنا مزاج اپنا پسند اپنی کمال کیا ہے
جو یار چاہے وہ حال اپنا بنا کے رکھنا کمال یہ ہے

کسی کی رہ سے خدا کی خاطر اٹھا کے کانٹے ہٹا کے پتھر
پھر اس کے آگے نگاہ اپنی جھکا کے رکھنا کمال یہ ہے

وہ جس کو دیکھے تو دکھ کا لشکر بھی لڑکھڑائے شکست کھائے
لبوں پہ اپنے وہ مسکراہٹ سجا کے رکھنا کمال یہ ہے

مبارک صدیقی۔ لندن

روزنامہ الفضل آن لائن کی قلمی معاونت کریں

ادارہ الفضل آن لائن آپ کی تحریر اور منظوم کلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور موقع و محل کے مطابق اس کی اشاعت کی کوشش کرتا ہے۔ ہمارے بعض مضمون نگار اور شعراء اپنا کلام یا تحریر الفضل کو بھجواتے وقت سوشل میڈیا پر بھی وائرل کر دیتے ہیں جو مناسب نہیں۔ ہاں آپ اگر وائرل کرنا چاہتے ہیں تو روزنامہ الفضل آن لائن میں اشاعت کے بعد اس کے لوگو کے ساتھ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو ضرور بھجوائیں یوں آپ کے مضمون یا منظوم کلام کی اہمیت و افادیت جماعتی آرگن الفضل میں اشاعت کی وجہ سے بڑھے گی۔ اور نصف لاکھ سے زائد تک آپ کی آواز پہنچے گی۔

نمبر 2۔ جو مضمون یا کلام آپ اخبار الفضل کے لئے کہیں یا لکھیں وہ صرف الفضل کو بھجوائیں کسی اور کو نہ بھجوائیں اور نہ کسی اور اخبار و رسالہ کے لئے لکھا ہوا مضمون ہمیں بھجوائیں۔

نمبر 3۔ مضمون word میں کمپوز ہو اور اسے بھجوانے سے قبل اچھی طرح پروف کر لیا کریں تا کہ کمپوزنگ کی کوئی غلطی باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ جہاں الفضل کو ترقیات عطا فرمائے وہاں اللہ تعالیٰ قارئین الفضل، مضمون نگار، شعراء اور تمام ممبران ٹیم جو یہ علمی اور روحانی مائدہ تیار کرتے ہیں کے نفوس و اموال میں ترقی اور اپنی امان میں رکھنے کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

اداریہ

"بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے" (مسیح موعودؑ)

"بیعت" بیع سے نکلا ہے جس کے معنی فروخت کر دینے کے ہیں۔ یعنی جب کوئی شخص بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں دخل ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھوں میں فروخت کر دیتا ہے۔ اس کا نفس اس کا نفس نہیں رہتا، اس کے جذبات اس کے جذبات نہیں رہتے۔ اس کی خواہشات اس کی خواہشات نہیں رہتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر بیعت کی مثال بیل (cow) کے فروخت ہونے سے دی ہے۔ کہ بیل کا مالک جب اپنے بیل کو کسی کے ہاتھوں فروخت کر دیتا ہے تو پھر بیل کے سابقہ مالک کا بیل پر حق ختم ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت بیعت کرنے والے کی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر جب بھی بیعت کرنے کے لئے لوگ حاضر ہوتے تو آپؑ نو مبائعین کو بہت قیمتی اور نایاب نصائح فرماتے اور آخری زمانہ میں مسیح و مہدی پر ایمان لانے والوں کا مقام و مرتبہ بیان فرماتے جن سے ملفوظات دس جلدوں میں بھری پڑی ہیں۔

ایک دفعہ مورخہ 7 نومبر 1902ء کو ایک نو مبائع منشی نعمت علی صاحب نے کھانے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:۔

" تکلف کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم کھانا کھا چکے ہیں۔ جب تم لوگوں نے بیعت کر لی تو گویا ہمارے بدن کے جزو ہو گئے۔ پھر الگ کیا رہ گیا یہ باتیں تو اجنبی کے لئے ہو سکتی ہیں"۔ (ملفوظات جلد3 ص 362)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد اس فرمان رسولؐ کے عین مطابق ہے جس میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام مومن ایک جسم اور بدن کی مانند ہیں اگر ایک عضو میں درد محسوس ہو تو پورا جسم درد محسوس کرتا ہے۔ اگر نو مبائع کسی اعلیٰ حضرت، ولی اور پیر و مرشد کے بدن کا جزو ہو جائے تو اس سے زیادہ مبارک مقام اس کا کیا ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک موقع پر 4 اکتوبر 1902ء کو بعد نماز مغرب ایک مجلس عرفان میں گفتگو کے دوران جب حضرت مولوی غلام علی رہتاسیؓ کی تاریں پیش ہوئی تو آپؑ نے حضرت مولوی صاحب کی بیماری کے ذکر میں فرمایا:۔

" ہماری جماعت جو اب ایک لاکھ تک پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں۔ اس لئے اتنے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو۔ جو گزر گئے وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے جیسے ڈاکٹر بوڑے خاں، سید خصیلت علی شاہ، ایوب بیگ، منشی جلال الدین، خدا ان سب پر رحم کرے" (ملفوظات جلد3 ص193)

اب دیکھیں! جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کنبہ یعنی خاندان قرار دیا ہے۔ ایک اور موقع پر آپؑ نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا کہ دل کرتا ہے کہ میرے گھر کے اندر ہر احمدی گھرانہ کی کٹڑی ہو جو اب (mta) کے مبارک نظام سے پوری ہو رہی ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی الہام میں آپؑ کے گھر کو ایسا وسیع و عریض گھر قرار دیا ہے جس میں تمام افراد جماعت شامل ہوں:۔ فرمایا اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار۔ یہی وہ اس زمانہ کے حضرت نوح کی کشتی ہے جو اس میں سوار ہو گا وہ محفوظ رہے گا۔

تمام مبائعین کو اپنے خاندان کے افراد قرار دینے میں جہاں مبائعین کا مقام اور بلند مرتبہ بیان ہوا ہے وہاں مبائعین کی ذمہ داریاں بھی بیان ہوئی ہیں۔ جس طرح دنیا میں ایک عام گھرانہ کو باحسن طریق چلانے کے لئے گھرانہ کے تمام مکینوں کو اپنے اپنے مفوضہ کام پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دینے پڑتے ہیں۔ اگر ایک مکین بھی اپنے مفوضہ کام میں سستی دکھلائے یا کام میں تاخیر کا موجب ہو تو گھرانہ کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ بعینہٖ جماعت احمدیہ میں ہر فرد کو اپنے اپنے سپرد مفوضہ کاموں کو پوری محنت اور تندہی سے سرانجام دینا ہے۔ ہر فرد مربی بھی ہے۔ مبلغ بھی ہے، داعی الی اللہ بھی ہے، ان میں سے بعض والد کا مقام رکھتے ہیں خواتین ماؤں کا درجہ رکھتی ہیں، ہر فرد و عورت ایک دوسرے کے بہن بھائی ہیں، لہٰذا وہ صرف اپنے مادی بچوں کا باپ یا ماں نہیں بلکہ وہ جماعت کے تمام بچوں کے روحانی ماں باپ بھی ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت بجالانا ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ 30 دسمبر 1897ء کو جلسہ سالانہ کے خطاب میں "سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال رکھیں" کے تحت بیعت کرنے والے کو فرزند کے حکم میں رکھتے ہوئے فرمایا:۔

" کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلہ میں آیا تھا جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے، کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے اور اسی لئے آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین کہا ہے۔ گویا کہ حضورؐ عامۃ المومنین کے باپ ہیں، جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیات ظاہری کا باعث۔ مگر روحانی باپ آسمان پر لے جاتا ہے اور اس مرکز اصلی کی طرف عود کرتا ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟۔۔۔ اسی طرح پر جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک بُرا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔ پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اُٹھتے ہیں واپس نہیں ہوتے"۔

(ملفوظات جلد اول ص 126-127)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

(صحیح بخاری کِتَابُ الْاَدَبِ بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ حدیث:6152)

ترجمہ: اللہ! روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائے۔

یہ سید ومولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی حضرت حسان بن ثابتؓ کو دی جانے والی دعا ہے جب وہ مشرکوں کو جنگ کے موقعہ پر اشعار کے ذریعہ جواب دیتے تھے۔

حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ بنا کر کہتے تھے کہ اے ابو ہریرہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے مشرکوں کو جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

(صحیح بخاری کِتَابُ الْاَدَبِ بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ حدیث:6152)

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یوم قریظہ کو حضرت حسان بن ثابتؓ کو فرمایا مشرکین کی ہجو (مذمت/برائی) کرو۔ جبرائیل تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت حسانؓ جب کفار کے جواب میں ہجویہ اشعار پڑھتے تو آنحضرت ﷺ ساتھ فرماتے جاتے میری طرف سے جواب دیتے جاؤ۔ اللہ روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

مولانا عطاء المجیب راشد (امام مسجد فضل لندن)

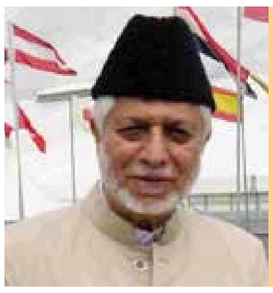

حاصل مطالعہ

قسط-5

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت فضالہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا۔ نہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور نہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا۔ اس پر آپ نے فرمایا: اس نے جلد بازی سے کام لیا ہے اور صحیح طریق سے دعا نہیں کی۔ آپؐ نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں دعا کرنے لگے تو پہلے اپنے ربّ کی حمد و ثنا کرے۔ پھر نبیؐ پر درود بھیجے اس کے بعد حسبِ منشا دعا کرے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعا)

خوش کُن آیت کریمہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سارا قرآن شروع سے آخر تک پڑھا ہے۔ اور میں نے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ سے زیادہ اُمید دلانے والی اور خوشکن آیت نہیں دیکھی۔ بندے کا وطیرہ ہمیشہ غلطی کرنا ہے اور رب کا ہمیشہ مغفرت کرنا۔

(تفسیر القرطبی زیر آیت بنی اسرائیل 85)

قبولیت دعا کا اعجاز اور فلسفہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس اُن کی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہیں چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اوّل درجہ کے مخلصین میں سے ہیں اس لئے ان کی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردّد ہوا قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ میں غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یک دفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور معاً خدائے عزّوجل کی طرف سے وحی ہوئی کہ آثارِ زندگی۔ بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لیکن پھر ایک اور خط آیا کہ جو اُن کے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو پہلے اِس سے ذیابیطس کی بھی شکایت تھی۔ چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اس لئے دوبارہ غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہا تک پہنچ گیا اور یہ غم اس لئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبدالرحمٰن کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اول درجہ پر ثبوت دیا تھا اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کے لئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہے تھے جس میں بجز خوشنودی خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا سے ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگر خانہ کے لئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے اور اُن کا حق تھا کہ اُن کے لئے بہت دعا کی جائے آخر دل نے اُن کے لئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن میں نہایت توجہ سے دعا میں لگا رہا تب خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی مہلک مرض سے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو نجات بخشی گویا اُن کو نئے سرے سے زندہ کیا چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دُعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا ورنہ زندگی کی کچھ بھی اُمید نہ تھی اپریشن کے بعد زخم کا مندمل ہونا شروع ہو گیا اور اس کے قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا تھا جس نے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈال دیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کاربنکل نہیں آخر چند ماہ کے بعد بکلّی شفا ہو گئی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی مردہ کا زندہ ہونا ہے۔ کاربنکل اور پھر اس کے ساتھ ذیابیطس اور عمر پیرانہ سالی اِس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر اس کا اچھا ہونا غیر ممکن ہے ہمارا خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اس کی صفات میں سے ایک احیاء کی صفت بھی ہے سال گذشتہ میں یعنی 11 اکتوبر 1905ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اِسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے اُن کے لئے بھی میں نے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام اُن کے لئے تسلی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ

کفن میں لپیٹا گیا۔ 47 برس کی عمر۔ اِنَّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

ان المنایا لا تطیش سھامھا یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔

جب اس پر بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا۔ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ تؤثرون الحیوۃ الدّنیا۔ یعنی اے لوگو! تم اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اُسی کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو اور اس پر توکل رکھو۔ کیا تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ اِس میں یہ اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اس کے مرنے سے نہایت درجہ حرج ہو گا ایک شرک ہے اور اس کی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے اس کے بعد میں خاموش ہو گیا اور سمجھ لیا کہ اس کی موت قطعی ہے چنانچہ وہ 11 اکتوبر 1905ء کو بروز چارشنبہ بوقت عصر اس فانی دنیا سے گذر گئے۔ وہ درد جو اُن کے لئے دعا کرنے میں میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اس کو فراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے اس لئے اس نشان کے لئے سیٹھ عبدالرحمٰن کو منتخب کر لیا اگرچہ خدا نے عبدالکریم کو ہم سے لے لیا تو عبدالرحمٰن کو دوبارہ ہمیں دے دیا۔ وہی مرض اُن کے دامنگیر ہو گئی آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤں سے شفایاب ہو گئے فالحمدللہ علی ذالک۔ میرا صد ہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اُس کے مثل ہوتی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ (البقرۃ:107)

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 338 تا 340)

”ہماری جماعت ہر نماز کی آخری رکعت میں بعد رکوع مندرجہ ذیل دعا بکثرت پڑھے“

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

(البقرۃ:202)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ سے بچا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری کتاب الدعوات)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس دعا کی بابت فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے لیکن کس دنیا کو؟ حسنۃ الدنیا کو جو آخرت میں حسنات کی موجب ہو جاوے۔ اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں اُن تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آگیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنے چاہئیں۔ دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔“

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 494تا495، ایڈیشن 2016ء)

”۔۔۔ہماری جماعت ہر نماز کی آخری رکعت میں بعد رکوع مندرجہ ذیل دعا بکثرت پڑھے

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ“

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 8، ایڈیشن 2016ء)

یہ بھی ایک شرک ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”یہ بھی ایک شرک ہے کہ آدمی ڈپلومے یا سند پر بھروسہ کرے۔ اک مرتبہ ایک شخص نے جو افسر مدارس تھا اور میں بھی پنڈ دادنخاں میں مدرس تھا۔ مجھ سے کسی بات پر کہا کہ آپ کو ڈپلومے کا گھمنڈ ہے۔ میں نے اپنے آدمی سے کہا۔ ڈپلومہ لاؤ جس کو یہ خدا سمجھے ہوئے ہے وہ ہمارے پاس بھی ایک ہے۔ منگوا کر اسی وقت اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ وہ آدمی بڑا حیران ہوا۔ مجھ سے کہا آپ کو کوئی جوش ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا کوئی رنج ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے اس کو باعث غرور و تکبر، موجب

روزی سمجھا ہے۔ میں نے اس کو پارہ پارہ کر کے دکھایا ہے کہ میرا ان چیزوں پر بحمد اللہ بھروسہ نہیں۔‘‘

(مرقات الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 213)

حد سے زیادہ تکذیب کا انجام

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

’’جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے دنیا پر عذاب آ گیا بلکہ پرند چرند وغیرہ بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اس کو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں ۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہ بیان کرتی ہیں اور قرآن شریف بھی یہی فرماتا ہے۔۔۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 164تا167)

بکریاں چَرانا

آنحضرت ﷺ ابو طالب کے ساتھ رہتے تھے۔ اس زمانے میں عام طور پر بچوں کو بکریاں چرانے کے کام پر لگا دیا جاتا اس لیے آپؐ نے بھی کبھی کبھی یہ کام کیا اور بکریاں چرائیں۔ زمانہ نبوت میں آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ بکریاں چَرانا انبیاء کی سنت ہے۔ اور میں نے بھی بکریاں چرائی ہیں ۔چنانچہ ایک موقع پر آپؐ کے اصحاب جنگل میں پیلو جمع کر کے کھانے لگے تو آپؐ نے فرمایا:

’’کالے کالے پیلو تلاش کر کے کھاؤ کیونکہ جب میں بکریاں چرایا کرتا تھا اس وقت کا میرا تجربہ ہے کہ کالے رنگ کے پیلو زیادہ عمدہ ہوتے ہیں۔‘‘

(بخاری کتاب بدء الخلق)

حضرت اقدس علیہ السلام اپنے عہدِ طفولیت کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ ایک دفعہ آپؑ بچپن میں گاؤں سے باہر ایک کنوئیں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؑ کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوئی جو گھر سے لانی تھی۔ اس وقت آپؑ کے پاس ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ آپؑ نے اس شخص سے کہا مجھے یہ چیز لادو۔ اس نے کہا میاں میری بکریاں کون دیکھے گا؟ آپؑ نے کہا تم جاؤ میں ان کی حفاظت کروں گا اور چراؤں گا۔ چنانچہ آپؑ نے اس کی بکریوں کی نگرانی کی اور اس طرح خدا نے نبیوں کی سنت آپؑ سے پوری کرادی۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 250)

چرخہ کائنات

ایک عالم نے ایک بڑھیا کو چرخہ کاتتے دیکھ کر فرمایا کہ بڑھیا ’’ساری عمر چرخہ ہی کاتا یا کچھ اپنے خدا کی بھی پہچان کی؟‘‘ بڑھیا نے جواب دیا ’’بیٹا سب کچھ اسی چرخے میں دیکھ لیا۔‘‘ عالم نے پوچھا۔ ’’بڑی بی! تو بتاؤ کہ خدا ہے کہ نہیں‘‘ بڑھیا نے جواب دیا کہ ’’ہاں ہر گھڑی ہر وقت خدا موجود ہے۔‘‘ عالم نے پوچھا مگر اس کی کوئی دلیل؟ بڑھیا بولی۔ دلیل یہ میرا چرخہ، کہ جب تک اس چرخے کو چلاتی رہوں یہ برابر چلتا رہتا ہے اور جب میں اسے چھوڑ دیتی ہوں یہ ٹھہر جاتا ہے۔ جب اس چھوٹے سے چرخے کو ہر وقت چلانے کی ضرورت ہے تو زمین وآسمان، چاند، سورج جیسے بڑے بڑے چرخوں کو کس طرح چلانے والے کی ضرورت نہ ہوگی، ہم نے کبھی زمین وآسمان ٹھہرے نہیں دیکھے تو جان لیا کہ اس کو چلانے والا ہر گھڑی موجود ہے۔مولوی صاحب نے سوال کیا ’’اچھا یہ بتاؤ کہ آسمان وزمین کا چرخہ چلانے والا ایک ہے یا دو؟‘‘ بڑھیا نے کہا ’’ایک ہے‘‘ اور اس دعویٰ کی دلیل بھی میرا یہ چرخہ ہی ہے اس چرخہ کو جب میں اپنی مرضی سے ایک طرف چلاتی ہوں یہ چرخہ میری مرضی سے ایک ہی طرف چلتا ہے۔ اگر کوئی دوسری چلانے والی بھی ہوتی، پھر یا تو وہ میری مددگار ہو کر میری مرضی کے مطابق چرخہ چلاتی تب چرخے کی رفتار تیز ہوجاتی اور اگر وہ میری مرضی کے خلاف اور میرے چلانے کی مخالف جہت پر چلاتی تو یہ چرخہ چلنے سے ٹھہر جاتا ٹوٹ جاتا، مگر ایسا نہیں ہوتا اس وجہ سے کہ کوئی دوسری چلانے والی ہی نہیں ہے اسی طرح زمین وآسمان کا چلانے والا اگر کوئی دوسرا بھی ہوتا تو دن رات کے نظام میں فرق آجاتا یا تو اس کی رفتار تیز ہوجاتی۔ یا یہ چلنے سے ٹھہر جاتا۔ جب ایسا نہیں ہوتا تو ثابت ہوا زمین وآسمان کو چلانے والی ایک ہی ہستی ہے۔

(سو دلچسپ واقعات صفحہ 24)

ارشاد حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:

’’اگر خلیفہ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے۔ بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 191)

’’آج جبکہ دنیا مادہ پرست ہو چکی ہے ۔ مذہب سے دُور اور اپنے خالق کو بھول چکی ہے ان حالات میں ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ ہستی باری تعالیٰ کے دلائل سیکھے ۔تعلق باللہ میں ترقی کرے اور سب دنیا کو اس زندگی بخش حقیقت سے روشناس کرائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین۔‘‘

(ہفت روزہ بدر قادیان 24-31دسمبر 2020ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

روایات اور واقعات کا ذکر کروں گا۔ وہ کیا ہی بابرکت وجود تھے جنہوں نے مسیح پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھوں کو چھوا، آپ سے براہِ راست فیض پایا۔

مَیں نے جو بعض روایات لی ہیں ان میں سے پہلی روایت حضرت ولی داد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جو راجپوت قوم کے تھے۔ ملک خان صاحب کے بیٹے ساکن مراڑا تحصیل نارووال، کہتے ہیں کہ ’’مَیں نے دسمبر 1907ء میں جلسہ سالانہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی اور تاریخِ جلسہ سے ایک دن پہلے رات کو قادیان پہنچا تھا۔ صبح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے گھر سے باہر تشریف لانا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ مسجد مبارک کے پاس بہت بڑا ہجوم ہے۔ آدمی ایک دوسرے پر گِر رہے تھے۔ مَیں چونکہ نووارد تھا، مَیں دوسری گلی پر کھڑا ہو کر دعا مانگ رہا تھا کہ اے مولا کریم! اگر حضور اس گلی سے تشریف لے آویں تو سب سے پہلے مَیں مصافحہ کرلوں۔ اُسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مع حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد اسی راستے سے تشریف لے آئے ہیں‘‘۔ کہتے ہیں کہ ’’یکلخت مجھے ایسا معلوم ہوا جس طرح سورج بادل سے نکلتا ہے اور روشنی ہو جاتی ہے۔ مَیں نے دوڑ کر سب سے پہلے مصافحہ کیا۔ حضور آریہ بازار کے راستے باہر تشریف لے گئے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ نواب محمد علی خان صاحب کے باغ کا جو شمالی کنارہ ہے وہاں سے حضور واپس مڑے۔ غالباً مسجد نور یا مدرسہ احمدیہ کی مغربی حد ہے، وہاں حضور بیٹھ گئے۔ صحابہ کرام ارد گرد جمع تھے اور میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی نے کچھ نظمیں اپنی بنائی ہوئیں سنائیں‘‘۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 84 روایت حضرت ولی داد خان صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

... حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحب ولد چوہدری شرف الدین صاحب گاکھڑ چیماں تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ ’’جس شام کو میں نے بیعت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے تشریف لے جانے کے بعد میں حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوا جو مسجد مبارک کے چھت کے پاس ہی کوٹھڑی میں رہتے تھے‘‘۔ پہلی روایت بھی ان کی ہے۔ ’’انہوں نے ایک چھوٹی سی چارپائی چھت پر بچھائی ہوئی تھی۔ مَیں اُن کی خدمت میں دیر تک بیٹھا رہا اور بہت سے مسئلے پوچھتا رہا۔ مگر سوائے ایک بات کے اور کوئی مجھے یاد نہیں رہی اور وہ یہ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ مخالف لوگ کہتے ہیں کہ نورالدین دنیا کمانے کے لئے قادیان آیا ہے۔ مگر مجھے تو وہ چارپائی ملی ہے‘‘ (چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے) ’’جس پر میرا آدھا جسم نیچے ہوتا ہے۔ میں تو صرف خدا کے لئے یہاں آیا ہوں اور میں نے وہ حضرت اقدس کی بیعت میں پا لیا۔ جس خدا کے لئے میں یہاں آیا ہوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کر کے میں نے پا لیا‘‘۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 3 صفحہ 125 روایت حضرت چوہدری عبدالحکیم صاحبؓ۔ غیر مطبوعہ)

(خطبہ جمعہ 17/ دسمبر 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ناصرہ احمد، بریمپٹن، کینیڈا

اک شجر سایہ دار۔ ہمارے اباجی

مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم

ماں باپ دُنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر ایک عظیم پیاری نعمت ہوتے ہیں۔ اُن کے جانے کے بعد دُنیا کی ہر نعمت بے لذت ہو جاتی ہے۔ زندگی بدل جاتی ہے۔ وہ بے فکرے دن خواب و خیال ہو جاتے جب ہر دُکھ اور غم اُن کی جھولی میں ڈال کر دُعاؤں کی چھایا تلے پُرسکون ہو جایا کرتے تھے۔ اُن کی یاد کی کسک ہر موقع اور ہر لحہ پر چُبھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم انکی برکت اور شبانہ روز دُعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان جیسا دُعائیں کرنے والا دُنیا میں اور کوئی وجود نہیں ہوتا۔ ان کی یادیں اور وہ دُعائیں جو وہ کر گئے ہوتے ہیں، زندگی کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں جو زندگی میں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتی ہیں۔ پیارے اباجی کی بے شمار انمول یادوں میں سے چند جھلکیاں سُپرد قلم کر رہی ہوں۔

اباجی 1922ء میں اسماعیلہ شریف ضلع گُجرات میں محترم میاں مُحمد ابراہیم صاحب اور مُحترمہ غلام فاطمہ بی بی صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ دادا جان مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب اور دادی جان مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ دونوں انتہائی پاکباز اور اسلام و احمدیت کے شیدائی تھے۔ داداجان نے اوائل جوانی میں خود قادیان جاکر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ اپنے گاؤں اور خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد دادا جان کا اوڑھنا بچھونا احمدیت ہوگیا۔ اپنے گاؤں اور ساتھ کے متصل دیہات میں ہر رنگ میں اپنے عملی نمونے سے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے لگے۔ گاؤں میں چونکہ انتہائی پُر اثر شخصیت کے مالک تھے اور سب عوام و خواص صلاح مشوروں اور مسائل کے حل کے لئے آپ کے پاس آتے اور آپکے فیصلوں کو دل وجان سے مانتے تھے اسلئے آپکی تبلیغ کی مساعی نے رنگ لانا شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ سارا گاؤں اللہ کے فضل سے احمدیت کے نُور سے روشن ہو گیا۔ الحمد للہ

دادی جان مُحترمہ غُلام فاطمہ بی بی صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابیوں میں سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت حافظ مولوی فضل الدین صاحبؓ آف کھاریاں کی بیٹی تھیں۔ دادی جان گاؤں میں ایک ماہر دیسی طبیبہ کی حیثیت سے اور علم وفضل کی وجہ سے بہت مقام رکھتی تھیں اور گاؤں کی تمام چھوٹی بڑی لڑکیوں اور خواتین کو قُرآن پاک کی تعلیم دیتی تھیں اور گاؤں کے ہر فرد کی خدمت کے لیے علاج معالجے اور دوادارو کا سامان ہر وقت مہیا رکھتی تھیں۔ انتہائی دانا، صائب الرائے اور بے نفس وجود تھیں۔ الحمدُللہ

اباجی نے ایسے پاکیزہ والدین کے ہاں آنکھ کھولی کہ اُنہیں پرورش میں ہی اللہ اور اسکی مخلوق کی محبت گھٹی میں ملی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے اسکول سے ہی حاصل کی اور باقی تعلیم کھاریاں ضلع گُجرات سے اور پھر قادیان سے حاصل کی۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد نیوی میں بطور پیٹی افسر کے ملازمت مل گئی۔ دوران ملازمت ترقی کے امتحانات پاس کرتے رہے اور مرچنٹ نیوی میں ریڈیو آفیسر کے عہدے پر تعینات ہو گئے۔ اباجی بتاتے تھے کہ مرچنٹ نیوی کی مُلازمت کا ابتدائی دور تھا۔ ایک بحری سفر کے دوران ارض حجاز کی سرزمین کے پانیوں میں سے گُزرتے ہوئے میں نے رب کریم سے دُعا کی کہ ایسی شپنگ کمپنی میں مُلازمت کا موقع عطا فرمائے کہ جسکی وجہ سے بار بار ارض مُقدس، مکہ و مدینہ کی زیارت کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ کُچھ ہی عرصہ کے بعد ایک ایسی ہی شپنگ کارپوریشن میں بطور ریڈیو آفیسر کے ملازمت مل گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اپنی ملازمت کے دوران بے شمار حجاج کرام کی بے انتہا مدد کی۔ جماعت کے کئی اکابرین کے ساتھ دوران سفر ہم رکابی کے مواقع ملے۔ خُدائے باری تعالیٰ نے اُن کی دُعا کو سُنتے ہوئے سات بار حج ادا کرنے کے مواقع عطا کئے۔ انہوں نے کئی حج جماعت اور اپنے خاندان کے فوت شُدہ بزُرگان کی طرف سے بھی ادا کئے۔ ایک دفعہ خانۂ کعبہ کے اندر جاکر نوافل ادا کرنے اور خاص دُعا کا بھی موقع ملا۔

اللہ تعالیٰ نے پیارے اباجی کی شخصیت میں حسن سیرت اور حسن صورت کے ساتھ دلکش مومنانہ اطوار کے رنگوں کا ایسا امتزاج بھر دیا تھا کہ باطن کا نُور اُنکے چہرے سے جھلکتا تھا۔ اپنے تو اپنے پرائے بھی ایک ہی مُلاقات میں گرویدہ ہو جاتے۔ آپ مُحبت کرنے والے ایسے وجود تھے کہ آپ نے تمام رحمی رشتوں کو احسن رنگ میں نبھانے کا حق ادا کر دیا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے اپنے سب رشتوں کا انتہائی پاس رکھنے والے بہترین باپ، بھائی اور بیٹے تھے۔ انتہائی دینی غیرت رکھنے والے سچے اور کھرے ایماندار انسان تھے۔ تمام عُمر ملازمت میں گُزاری۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کبھی کسی کا محتاج نہ کیا۔ ہمیشہ سب کی مدد کی۔ اُن کی زندگی میں اپنے پیاروں سے جُدائیوں کے کئی ادوار آئے اور بیماریوں کا سخت سامنا بھی کرنا پڑا مگر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ دُعا اور اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل نے اُنہیں ہر عسر اور یُسر میں ایک ایسا متوکل انسان بنا دیا تھا کہ طبیعت میں کبھی بھی کوئی گھبراہٹ کا عُنصر نہیں پایا جاتا تھا۔ زندگی کے ہر دُکھ اور سُکھ میں ہمیشہ شُکر کا جذبہ غالب رہتا۔ ہر گھڑی دُعا اور اللہ کے حضور مُناجاتیں کرتے اور نوافل ادا کرتے۔ کسی بھی کام یا جاب کے سلسلے میں گھر سے روانہ ہونے سے پہلے لازماً دو نفل ادا کرتے۔ ہر حالت میں کبھی بھی صبر کا پہلو نہ چھوڑتے۔ خُدا کی ذات پر یقین کامل اُنہیں مایوسی کے قریب بھی نہ جانے دیتا۔ اکثر کہتے کہ بشیر احمد نا اُمید ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ توکل کا ایک ایسا مقام انہیں حاصل تھا کہ زندگی کے ہر پہلو کو ہمیشہ مُثبت پہلو سے دیکھتے اور دوسروں کے لیے حوصلے کا باعث بنتے۔ ان کا وجود ہم سب کے لیے بے انتہا تسلی اور سکون کا باعث تھا۔

خاکسار اپنی شادی کے ابتدائی سالوں میں میاں کے ساتھ وقف کے سلسلے میں مغربی افریقہ کے مُلک سیرالیون میں کئی سال رہی۔ ایک دن اُداسی اور تنہائی کی وجہ سے طبیعت میں سخت گھبراہٹ کا عالم ہوگیا کہ نجانے کب وہ وقت آئے گا کہ میں اپنے پیاروں کو دیکھ سکیں گے۔ ایک دن خواب میں اباجی کا پیارا چہرہ دیکھا جو فرما رہے تھے کہ ناصرہ! فتوکل علی اللہ میرے دل پر اسکے بعد ایک سکینت طاری ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب مہیا کر دیئے کہ افریقہ میں لمبے قیام کے بعد مُجھے اپنی فیملی کے ساتھ اباجی کی باقی زندگی کے دوران ایک لمبا عرصہ اُنکی وفات تک ان کے قریب ہی رہنے کا موقع ملا۔

ایسے مہربان دُعاگو وجود تھے کہ اپنی دُعا کو کُل عالم تک مُحیط کرتے۔ اکثر ہمیں تلقین فرماتے کہ سب سے پہلا حقدار دُعا کا اسلام ہے۔ اسلام کی فتح یابی اور خلیفۃ المسیح کے لیے دُعا پہلے مُقدم کر لو پھر کوئی اور دُعا مانگو۔ ایک دفعہ میں نے کسی درپیش مسئلہ کے لیے دعا کی عرض کی تو سر پر ہاتھ پھیر کر فرمانے لگے کہ دُعا تو میں ضرور کروں گا مگر اسوقت مُسلمانوں کی حالت دنیا میں دگرگوں ہے۔ بوسنیا اور چیچنیا کے مُسلمانوں کے لیے خاص دُعاؤں کی ضرورت ہے۔ اُن کے لیے پہلے دُعا مانگو پھر اپنے لیے بھی مانگو اللہ تعالیٰ یقیناً فضل فرمائے گا۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ میں جماعت احمدیہ کے آئندہ آنے والے پچاس خلفائے احمدیت کے لئے بلا ناغہ دعائیں کرتا ہوں۔

اباجی کا دل ہر وقت نماز میں رہتا۔ آپکی تہجد میں گریہ وزاری اور نوافل کا ایک اور ہی عالم ہوتا۔ دُعا کے لئے عرض کرنے والے عزیز واقارب اور دوست احباب کی لمبی لسٹیں اپنی ڈائری میں بنائی ہوتی تھیں اور ان سب کے لیے التزاماً خاص دُعائیں کرتے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصائد والہانہ انداز میں آنسوؤں کے ساتھ پڑھتے اور دن رات درود شریف کا ان گنت بار ورد کرتے۔ وفات کے بعد اباجی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے دُعائیہ نوٹس کمرے کی الماریوں، دراز، شیلفوں اور اسٹڈی میز پہ جگہ جگہ رکھے ہوئے ملے۔ گویا کہ دن کا ہر لحہ یاد الٰہی میں گُزرتا۔ قُرآن پاک انتہائی خوش الحانی سے تلاوت کرتے اور معرفت و حکمت کے تفسیری نوٹس بناتے جاتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمتہ اللہ کے درس قرآن انتہائی انہاک اور پابندی سے سُنتے اور ساتھ ساتھ نوٹس بھی بناتے جاتے۔

خاکسار جب بی اے میں تھی تو قُرآن پاک پہلے اُردو ترجمے کے ساتھ پھر انگلش ترجمے کے ساتھ لفظ بہ لفظ روزانہ پڑھاتے اور کئی نئے نکات روز سمجھاتے۔ یہ بات میں چشم دید گواہ کے طور پر کہہ سکتی ہوں کہ اباجی ایک انتہائی پاک باز، پاک فطرت اور اپنے رب سے سچا پیار کرنے والے، اُس کی رضا میں راضی رہنے والے، صابر اور شاکر وجود تھے۔ بچپن سے لے کر اُنکی وفات تک ہم نے انہیں ہمیشہ اسلام اور احمدیت کے پکے اصولوں پر کاربند پایا۔

آپ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حضرت مسیح موعودؑ اور خلافت احمدیہ کے سچے عاشق اور جاں نثار تھے۔ اس سلسلے میں اپنی اولاد کو اسلام و احمدیت پر ہمیشہ کاربند رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اسلام اور بانئ جماعت احمدیہ سلسلہ کی آن کے لیے کسی قسم کی معمولی سی بھی ہتک یا سُستی وغیرہ برداشت نہ کرتے تھے۔ آپ موصی تھے اور سب چندہ جات اور تحریکات میں صف اول میں شامل ہوتے۔

جماعتی ذمہ داریوں کو ترجیحی دیتے ہوئے انتہائی مُحبت اور فرض شناسی سے ادا کرتے۔ کراچی میں لمبا عرصہ جماعتی فرائض ادا کیے پھر کینیڈا آنے کے بعد لمبا عرصہ نیشنل مجلس عاملہ میں بطور سیکرٹری وصایا اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کے کام کیا۔ جماعتی عہدیداران اور مربیان کرام کے ساتھ ایک خاص عزت و احترام کا تعلق رکھتے اور نظام سلسلہ کی اطاعت کو اپنا فرض سمجھتے۔ ہمارے بڑے بھائی جان مکرم چوہدری مُنیر احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ (حال ایم ٹی اے ٹیلی پورٹ امریکہ) کے وقف زندگی ہونے کو ایک نہایت سعادت اور فخر کا باعث سمجھتے۔ کئی دفعہ کہتے کہ مُنیر احمد کے وقف کے بعد ہمارے خاندان پر اللہ کی بے شمار برکات کا دروازہ کُھل گیا

ہے، اور یہ سب تُمھاری امی جی کی قربانی اور استقلال کی وجہ سے ہوا ہے۔

ایک زمانے میں جب میرے بچے ابھی بہت چھوٹے تھے کہ اپنے حلقے کی صدر لجنہ کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی، مُجھے اس بات کی گھبراہٹ تھی کہ گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ اپنے عہدے کا صحیح حق ادا کر پاؤں گی یا نہیں اور ڈرائیونگ بھی نئی نئی سیکھی تھی۔ عاملہ کی میٹنگز کے لیے اکیلے لمبی ڈرائیو کر کے مشن ہاؤس جانے کا بھی تجربہ نہیں تھا۔ اباجی کہنے لگے گھبرانے کی تو کوئی بات ہی نہیں، جس دن میٹنگ ہوا کرے گی میں تُمھارے ساتھ جایا کروں گا چاہے اُس دن میری میٹنگ ہو یا نہ ہو، مُجھے بھی مشن ہاؤس میں اور بھی کئی کام ہوتے ہیں وہ کر لیا کروں گا۔ میں اُن کو گھر سے پک کرنے جاتی تو اباجی بالکل تیار میرے انتظار میں باہر دروازے پر کُرسی پر بیٹھے ہوتے۔ میں ڈرائیو کرتی اور اباجی میرے ساتھ آتے جاتے میری باتیں سُننے کے ساتھ کئی ماضی کے دلچسپ واقعات اور خدمت دین کے سلسلے کے تبلیغی واقعات سُناتے جاتے اور رستے کا پتہ ہی نہ چلتا۔

اباجی ایک بہترین داعی الی اللہ تھے، اپنے اخلاق اور نرمی سے دوستانہ ماحول میں تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے چونکہ ملازمت کے سلسلے میں بیرون ممالک جانے کا اتفاق ہوتا تھا تو جس بندرگاہ پر جہاز رُکتا وہاں کے مقامی لوگوں سے خوب واقفیت حاصل کر لیتے اور دوستانہ تعلقات بڑھانے کے ساتھ جماعتی لٹریچر تعارف کے طور پر پیش کرتے۔ کینیڈا آنے کے بعد بھی آخر تک یہی طریق رہا کہ ہمیشہ اپنے بیگ میں جماعتی پمفلٹ رکھتے اور کوشش کرتے کہ ہر جگہ جہاں بھی جائیں نئے کونٹیکٹ بنائیں اور دعوت الی اللہ کریں۔ اپنی وفات سے چند دن قبل میرے ہاں آئے تو سلسلے کی چند کتابیں اور پمفلٹ ایک فیملی کو دینے کے لیے مُجھے ساتھ لے کر گئے۔

اباجی کی زندگی کا بیشتر حصہ سمندروں کے پانیوں میں گُزرا۔ ہمارے بچپن میں اباجی سال میں دو یا تین دفعہ چُھٹی پر گھر آتے ہم نے پہلے ہی طرح طرح کے فرمائشی خطوط لکھے ہوتے اباجی دُنیا کے ہر مُلک میں جہاں بھی جاتے ہمارے لیے وہاں کی خاص سوغاتیں لے کر آتے اور تمام عزیز و اقربا کو بھی اس سلسلے میں فراخ دلی سے یاد رکھتے اور تحائف سے نوازتے۔ چھُٹی پہ اباجی کی گھر آمد ہمارے لیے دوہری خوشی کا باعث ہوتی کہ ہم اباجی کے ساتھ اپنے گاؤں اسماعیلہ شریف جاتے اور گھومتے پھرتے، پھر سب عزیز و اقارب کا ہمارے گھر ملنے کے لیے آنا ایک رونق اور خوشی کا سماں باندھ دیتا۔ مہمان نوازی کے دور چلتے اور امی جی ان ذمہ داریوں کو بہ حسن و خوبی ادا کرتیں۔ دن پر لگا کر اُڑ جاتے اور اباجی کے واپس جانے کے دن آ جاتے اور پھر سے ہم اباجی کے انتظار میں اُداس دن گُزارتے اور جلد چھُٹی پہ واپس آنے کی دعائیں مانگتے۔ وہ دن ہمارے لیے عید سے کم نہ ہوتے۔

ہم بہن بھائیوں کی عادت تھی کہ رات کو سونے سے پہلے اباجی، امی جی کے کمرے میں اُن کے اردگرد بستر پر بیٹھ جاتے کوئی اباجی اور کوئی امی جی کی بازو، ٹانگیں یا پاؤں پکڑ کر دبانے لگتا، اباجی نے کہنا امی کو دباؤ گھر کے کام کاج سے تھک گئی ہوں گی اور امی جی نے کہنا اباجی کو دباؤ، اسی طرح باتوں باتوں میں سب سے روزمرہ کی روٹین کی باتیں پوچھتے، مزے مزے کے پاکیزہ لطائف سُناتے، قادیان کے پاکیزہ ماحول اور پارٹیشن کے دور کے واقعات سُناتے کہ قادیان کی حفاظت کے لیے حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کی بابرکت معیت میں کس طرح ڈیوٹیاں ادا کیں۔ قادیان میں تعلیم کے دوران اپنے بابرکت اساتذہ، حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ، حضرت مولانا سید سرور علی شاہ صاحبؓ کے ایمان افروز اور دیگر بزرگان کے واقعات کا ذکر کرتے۔ پھر آخر میں اجتماعی دعا کرواتے اور کہتے فی امان اللہ جاؤ جا کر سو جاؤ۔ سالہا سال تک بڑے ہونے تک یہی روٹین رہی۔ اباجی تربیت کے معاملے میں بہت نرمی سے کام لیتے، بس ہلکے انداز میں بات کان میں ڈال دیتے تھے اور ہم بھی اباجی کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر مُدعا سمجھ جایا کرتے تھے۔ کالج کے زمانے میں ایک دفعہ میرے ہاتھ میں افسانوی ڈائجسٹ دیکھے تو خاموشی سے میرے میز پر کُچھ علمی کتابیں رکھ دیں اور صرف اتنا کہا کہ وقت ملے تو انہیں بھی پڑھنا۔

طبعیت میں شگفتگی اور پاکیزہ مزاح تھا اپنے بچپن کے پُر لُطف واقعات ایسے شگفتہ رنگ میں سُناتے کہ محفل کو زعفران زار بنا دیتے۔ مزاح کا انداز بہت شُستہ اور لطافت سے پُر ہوتا کوئی نازیبا بات یا لفظ کبھی مُنہ سے نہ نکالتے۔

اباجی انتہائی نفیس ذوق کے حامل تھے سادہ، صاف مگر خوبصورت لباس پہنتے چوائس بہت اعلیٰ تھی۔ باہر کے ممالک سے امی جی اور ہم سب کے لیے خوبصورت دوپٹے اور اور نفیس میچنگ کے سوٹ لے کر آتے کہ رنگوں کے انتخاب کو دیکھ کر حیرانی ہوتی، گرمیوں اور سردیوں کے کپڑوں کی خریداری کے لیے امی جی کے ساتھ ہمیں شاپنگ پہ لے کر جاتے اور رنگوں کے انتخاب میں اپنی بہت اعلیٰ رائے دیتے کہ ہماری خریداری زبردست ہو جاتی۔ وقت زیادہ لگانے پر ذرا بھی گھبراہٹ کا اظہار نہ کرتے، بلکہ کہتے کہ اب اگر تھک گئے ہو تو چل کر لیمن، سوڈا بیٹھ کر پیتے ہیں پھر کسی باپردہ اچھی جگہ پر بیٹھا کر کھلاتے پلاتے اور خوب انجوائے کرواتے۔ چھُٹی والے دن ہمیں اکثر کبھی ہل پارک، کلفٹن وغیرہ سیر کروانے لے کر جاتے۔

پاکیزہ صاف سادہ اور تازہ کھانا پسند کرتے۔ شام کی چار بجے کی چائے کا اہتمام بہت پسند کرتے اعلیٰ بیکری سے کُچھ نہ کُچھ تازہ کیک، بسکٹ وغیرہ ضرور منگواتے اور چائے ٹی کوزی میں اچھی دم ہوئی نفیس کپ میں پینا پسند کرتے۔ کھانے کی تعریف میں حوصلہ افزائی بھی خوب کرتے کھانے کے بعد الحمدُللہ کہنے کے بعد کہتے آج تو کمال ہو گیا، دعوت شیراز ہو گئی۔ میرے بی اے کے امتحان ہونے والے تھے کہ امی جان کی طبیعت خراب ہو گئی۔ بڑی بہنیں اپنے گھروں میں تھیں، اور گھر کی دیکھ بھال مُجھے کرنی پڑی ساتھ ہی امتحان کی تیاری بھی کرنی ہوتی تھی تو کئی دفعہ کھانا پکاتے ہوئے کورس کے نوٹس ساتھ رکھ کر کسی وقت نظر ڈالتی رہتی۔ اباجی مذاق میں کہتے کہ دھیان پڑھائی میں ہوتا ہے مگر کھانا بے دھیانی میں بھی مزے دار بنا لیتی ہو، پھر کہتے، تُمھارے بے دھیانی میں کئے گئے کام سب بہت اچھے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بی اے کے امتحان میں مُجھے بہت اچھے نمبروں سے کامیابی عطا کی تو مُجھے اس بات کا پکا یقین ہو گیا کہ یہ صرف اباجی کی خاص دُعاؤں کا ہی نتیجہ ہے ورنہ تیاری کا تو کوئی خاص موقع نہیں تھا۔ پھر اباجی نے شُکرانے کے طور پر اسپیشل لڈو بنوا کر میری کامیابی کی خوشی میں محلے میں تقسیم کروائے۔

فطرت کے خوبصورت نظاروں کے دلدادہ تھے قُدرتی حُسن اور سبزہ زاروں، پھولوں، پودوں کے شوقین تھے۔ اپنے گھر کے بیک یارڈ اور بالکونی میں رنگا رنگ پھول لگاتے گرمیوں میں خوب باغبانی کرتے کئی دفعہ فون کر کے کہتے کہ اپنے اباجی کا باغ آ کر دیکھ جاؤ کیسا خوبصورت لگ رہا ہے۔ گرمیوں میں پارک جا کر فیملی پکنک کرنے کا بہت شوق تھا خوبصورت جگہوں پر جا کر بہت انجوائے کرتے، ہماری توجہ خالق حقیقی کے ازلی و ابدی حسن کی طرف مبذول کرواتے اور اللہ کا بے حد شُکر ادا کرتے اور نوافل ادا کرتے، پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کے ساتھ خوب انجوائے کرتے۔ ان کے ساتھ دوڑیں بھی لگاتے اور ان کی معصومانہ کھیلوں میں شامل ہوتے اور باجماعت نمازیں بھی کرواتے۔

اکثر بچوں کو اکٹھا بٹھا کر ان سے کُچھ نہ کُچھ سُنتے نماز، سورتیں، وغیرہ پھر اس کی آسان لفظوں میں تفسیر فرماتے، ایک دفعہ سورہ فاتحہ کی بہت پیاری آسان فہم انداز میں تفسیر بیان کی جو ہم نے ریکارڈ کر لی۔ غرض اباجی نے زندگی کے ہر حُسن سے وافر حصہ پایا، اُسکی لطافتوں کو رب حقیقی کی محبت میں محسوس کیا اور بھرپور لُطف اُٹھایا اور ہمیشہ اپنے رب کے حضور عجز و نیاز سے بے انتہا شُکر ادا کیا۔ اور اُس پیارے رب کریم نے اُنہیں ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر دین وُنیا کی ہر نعمت اور حسنات دارین سے نوازا، الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اباجی اپنی وفات سے دو روز قبل امی جی سے کہنے لگے کی رات اللہ تعالیٰ نے مُجھے ایسے باغوں کی سیر کرائی ہے اور ایسی نعمتیں دکھائی ہیں کہ اس دُنیا میں اُن کی خوبصورتی اور لذت کا بیان ممکن نہیں۔ امی جی کہنے لگیں کہ آپ تو خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دُنیا میں آپکو بہشت کی سیر کرا دی ہے۔ اس بات کا تو خیال بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کو اپنے پاس بُلانے کا انتظام کر چُکا ہے اور اگلے جہاں کا نظارہ بھی دکھا دیا ہے۔ اس خواب کے دو دن کے بعد مشن ہاؤس بیت الاسلام جماعت احمدیہ کینیڈا کے دفتر میں اپنے شعبے کی فائل پر کام کرتے ہوئے شدید ہارٹ اٹیک ہو گیا ساتھ اور احباب بھی موجود تھے، اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ عین اس وقت پر میرے بڑے بھائی جان چوہدری نصیر احمد صاحب اپنے کسی کام سے اچانک وہاں موقع پر ہی پہنچ گئے، ایمبولینس پر اسپتال لے جایا گیا مگر اگلے دن اگست 1996 میں 74 برس کی عُمر میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اباجی نے اپنی زندگی آخری سانس تک خدمت دین کی خاطر گُزاری اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی جنت الفردوس۔ آمین

اباجی نے ہمیں اپنی بساط سے بڑھ کر ہر سہولت اور خوشی دی۔ باپ کی حیثیت سے ہماری ہر جائز خواہش پوری کی ہر ذمہ داری بحسن و خوبی ادا کی اور ملازمت کے لئے ہماری خاطر جُدائیوں کے دن اور لمبے سفر دُعاؤں سے کاٹے۔ آپ ہمارے لیے ایک ایسا شجر سایہ دار تھے جس کے سائے میں رب کے شُکر، حمد اور دُعاؤں کے لازوال نعمتوں کے خزانے تھے۔

اے میرے رب رحیم و کریم! میرے اباجی تیری بزرگ ذات کریمانہ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے سچے اور پکے عاشق صادق تھے، آخرت میں اُنہیں بلند درجات اور اپنے پیاروں کے قُرب میں جگہ دے کر بے حساب مغفرت سے نواز، آمین ثُم آمین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: عبدالہادی قریشی، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (سیرالیون)

سیرالیون کے پورٹ لوکو ریجن میں مسجد کا بابرکت افتتاح اور تقریبِ آمین

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 4 / اپریل 2021 ء کو سیرالیون جماعت کو پورٹ لوکو ریجن کی جماعت مفو کی Maforkie میں ایک نئی مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ افتتاح کے ساتھ ایک تقریب آمین کا بھی انعقاد کیا گیا۔ ان پروگراموں کی مختصر رپورٹ قارئین کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

مسجد کا سنگ بنیاد مکرم سفیر احمد صاحب مبلغ پورٹ لوکو ریجن نے اگست 2020 ء میں رکھا اور آپ کو ہی اس کے تعمیری کام کی نگرانی کی سعادت حاصل ہوئی۔ مسجد کا کل مسقّف احاطہ 37*54 فٹ ہے اور اس میں 350 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ مسجد کی تعمیر پر 76 / ملین لیونز خرچ ہوئے اور یہ تمام خرچ مکرم طاہر منصور اجمل صاحب آف یو کے نے ادا کیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

افتتاح و آمین کی تقریب کا باقاعدہ آغاز دن 11/ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ مکرم امیر صاحب نے پورٹ لوکو ریجن کی مختلف جماعتوں سے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والوں سے قرآن کریم سنا اور ان میں اسناد تقسیم کیں۔ کل 31 / بچے اور بچیوں کو قرآنِ کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں حاضرین کو سیرالیون میں جماعت کی آمد کے بارے میں بتایا کہ کس طرح یہاں سو سال پہلے جماعت کے پہلے مبلغ پہنچے اور کس طرح اس سو سال کے عرصہ کے دوران احمدیہ جماعت نے یہاں کے مسلمانوں میں پائی جانے والی بدعتوں کا خاتمہ کیا اور انہیں حقیقی اسلام سے روشناس کروایا اور ہر قسم کی مشکلات اور مخالفتیں برداشت کیں۔

آپ نے فیتہ کاٹ کر مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور دعا کروائی۔ دعا کے بعد مسجد میں نماز ظہر باجماعت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اس بابرکت تقریب میں ریجنٹ چیف مفو کی چیفڈم، ریجنٹ چیف بیکے لوکو چیفڈم، ایک ممبر آف پارلیمنٹ، پورٹ لوکو کے ڈپٹی میئر، ڈپٹی ایس ڈی او پورٹ لوکو ڈسٹرکٹ، ایک کونسلر، مفو کی چیفڈم کے چیف امام، پورٹ لوکو کی پرانی مسجد کے چیف امام، مفو کی چیفڈم کی کونسل آف امام کے چیف امام، چیف امام بشریہ مسجد اور 20 / جماعتوں کے خواتین و مرد وبچوں سمیت کل 390 / احباب نے شرکت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ حقیقی نمازیوں سے آباد رکھے۔ آمین

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

اندر سے ایک اور بزرگ نہایت باوقار، پُر نور جبہ پہنے ہوئے نکلتے ہیں۔ اُن کی ریشِ مبارک سیاہ ہے۔ چہرہ نہایت منور اور خیر و برکت کا عکاس ہے۔ اُن کے سینے پر نام بھی لکھا تھا جو میں صحیح طرح یاد نہ رکھ سکا۔ یہ بزرگ قبر سے نکلتے ہیں اور میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر مجھے قبر کی دوسری جانب لے جا رہے ہیں۔ مَیں اُن کے ساتھ ساتھ چلتا جاتا ہوں اور والد کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ کہتے ہیں خواب کے چھ ماہ بعد میں ڈِش کا چینل ڈھونڈ رہا تھا کہ اچانک ایم۔ ٹی۔ اے۔ آ گیا اور اُس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حلمی صاحب تھے۔ کہتے ہیں کچھ دنوں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک بزرگ کی تصویر نکال کر اپنے پروگرام میں دکھائی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ تو کہتے ہیں جب تصویر میں نے دیکھی تو میں پہچان گیا کہ جس بزرگ کو میں نے خواب میں دیکھا تھا یہ وہی تھے۔

سینیگال کے ایک احمدی ہیں، انہوں نے خواب میں آسمان پر دو بزرگوں کی تصویر دیکھی لیکن یہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کونسی ہے؟ اُن کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ ایک تصویر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور ایک حضرت امام مہدی علیہ السلام کی۔ پھر ایک تصویر غائب ہو جاتی ہے اور دوسری بالکل قریب آ جاتی ہے۔ یہ قریب آنے والی شکل کہتی ہے کہ امام مہدی مَیں ہوں۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد عمر باہ صاحب (یہ سینیگال کے تھے)، اِن کو یقین ہو گیا کہ امام مہدی آ گئے ہیں۔ چنانچہ مبلغ لکھتے ہیں وہاں جب ہمارا وفد تبلیغ کے دوران اِن کے پاس پہنچا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اُنہیں دکھائی تو انہوں نے کہا کہ بالکل یہی تصویر تھی جو مجھے خواب میں دکھائی گئی تھی۔ اُس کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔

شام کے ایک دوست ہیں، جب اِن کا احمدیت سے تعارف ہوا تو تحقیق شروع کی۔ ابتدا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے کی۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی تمام عربی کتب پڑھ لیں اور بہت فائدہ اُٹھایا۔ آپؑ کے کلام نے مجھ پر جادو کا سا اثر کیا۔ اس کے بعد میں نے استخارہ کیا تو ایک دفعہ یہ آیت سنائی دی۔ عَبۡدٌ مِّنۡ عِبَادِنَاۤ اٰتَیۡنٰہُ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَ عَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا۔ جبکہ دوسری طرف مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوئی۔ یہ آیت جو ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا کی ہے اور اپنی جناب سے خاص علم عطا کیا ہے۔‘‘ اس کے بعد کہتے ہیں دوسری دفعہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میرے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمانے کے فتنوں سے بچنے کے لئے صرف مرزا غلام احمد ہی سفینۂ نجات ہیں۔ کہتے ہیں پھر میں نے اپنی بیوی سے استخارہ کرنے کو کہا تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اُسے کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد اس زمانے کے مجدد ہیں۔ لیکن اس واضح خواب کے باوجود اُنہیں اطمینان نہیں ہوا اور بیعت نہیں کی۔ تو کہتے ہیں مَیں دل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا قائل ہو گیا تھا لیکن اعلان اس لئے نہیں کیا تا کہ اپنے حلقہ احباب کو خود سوچنے کا موقع دوں۔ تا وہ میرے پیچھے بلا سوچے سمجھے نہ چل پڑیں۔ دوسرے یہ کہ میں چاہتا تھا کہ جماعت کے مخالفین کی کچھ کتب پڑھ لوں۔ بالآخر جولائی 2009ء میں انہوں نے اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ بیعت کر لی۔

(خطبہ جمعہ 3/ جون 2011ء)

29مئی2021ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:12	18:58
مدینہ منورہ	04:04	19:05
قادیان	03:48	19:28
ربوہ	03:28	19:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:26	21:06